

97229-دخول اور خلوت سے قبل طلاق کی صورت میں نصف مہر کی ادائیگی

## سوال

میری منی ہوئی (عقد نکاح مولوی کے پاس عورت کے ولی اور دو گواہوں کی موجودگی میں ہوا) اور یہ چند ماہ تک رہی اس عرصہ میں نے بیوی سے دخول نہیں کیا لیکن کئی ایک باراں سے خلوت ہوتی رہی ہے، کیونکہ وہ میری شرعی بیوی تھی، اسی اثناء میں ہمارے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے تھیں کہ طلاق کا فیصلہ ہوا۔

اور لڑکی کے والد سے اس مسئلہ میں بات چیت ہوئی تو میں نے پوری صراحت کے ساتھ کہا میں علیحدگی چاہتا ہوں اور اس کے متعلق جو بھی مالی مبلغ ادا کرنا پڑے میں اس کے لیے بھی تیار ہوں، اس کا جواب تاکہ ہم آپ سے کچھ نہیں چاہتے اور یہ کلام کئی ایک بار کی کمی یعنی میری اور لڑکی کے والد کی جانب سے تین بار ٹیلی فون پر یہی بات ہوئی اور میں نے اس کے والد کو کہا کہ آپ کی بیٹی کو طلاق طلاق ہے، میرا سوال یہ ہے کہ :

کیا میری یہ طلاق صحیح ہے اور میں کوئی رجوع نہیں ہو سکتا؟  
 طلاق کے ایک ہفتہ بعد لڑکی کی والدہ نے مجھ سے نصف مہر کا مطالبہ کیا جیسا کہ قرآن مجید کی سورۃ البقرۃ میں آیا ہے کہ جب یہوی کو جھوپا نہ جائے تو اسے نصف مہر دیا جائے گا (جب اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو بتا پا گیا کہ اس سے مراد خوں ہے)

اور جب میں نے اسے بتایا کہ لڑکی کے والد نے تو میر پچھوڑ دیا ہے تو وہ لکھنے لگی : اس نے یہ بات صدمہ کی حالت میں کی تھی اور اسے بیٹی کی طلاق کی خبر ہونا کل لگی تھی، یہ علم میں رہے کہ جیسا میں اپریان کرچکا ہوں کہ دو دنوں میں تین بار یہ بات ہوئی تھی اور والد کا جواب یہی تھا کہ ہم کچھ نہیں چاہتے، اور نہ ہمیں دو دنوں (میں اور لڑکی کا والد) غصہ کی حالت میں تھے جس کی بنا پر ایسی بات کی جائے جو سمجھنے آئے، تو کیا نصف مردینا ہو گا پاکہ باپ نے میر پچھوڑ دیا ہے اس کی وجہ سے ساقط ہو جائے گا؟

## پسندیدہ جواب

اول:

جب عورت کو دخول سے قل طلاق دے دی جائے تو اسے نصف مهر کی ادائیگی کرنا ہو گی کیونکہ اللہ عز و جل کا فرمان ہے :

{اور اگر تم عورتوں کو چھوٹے سے قبل ہی طلاق دے دو اور تم نے ان کا مہر بھی مقرر کر دیا ہو تو مقررہ مہر کا آدھا مہر دے دو، یہ اور بات ہے کہ وہ خود معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے، تمہارا معاف کر دینا تقویٰ کے بہت زیادہ نزدیک ہے، اور آپس کی فضیلت اور بزرگی کو فرماؤ ش نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے}۔ البقرۃ(237).

فقہاء کے ہاں اس میں اختلاف ہے کہ آپا خلوت کے بعد دخول کی طرح مکمل مہر ادا کیا جائے گا پا نہیں؟

جسیور کے ہاں یہی بہے کہ کامل مہر واجب ہو جاتا ہے، چنانچہ جس نے بھی اپنی بیوی سے صحیح خلوت کر لی، یعنی وہ بغیر کسی بڑے یا چھوٹے یا امتیاز کرنے والے بچے کے بغیر صرف دونوں بھی خلوت کر لیں اور پھر عورت کو طلاق ہو جائے تو اسے پورا مہر دینا ہو گا۔

ابن قادمہ رحمہ اللہ کستے ہیں :

"محل یہ کہ جب مردابنی یوی سے صحیح عقد نکاح کے بعد خلوت کر لے تو اس کا مہر دینا ہو گا اور وہ عدت بھی پوری کر گئی چاہے اس نے اس سے جماع نہ بھی کیا ہو، خلفاء راشدین سے یہی مروی ہے..."

امام احمد اور اثرم نے زرارة بن اوی سے روایت کیا ہے کہ :

خلفاء راشدین نے یہ فیصلہ کیا : جس نے دروازہ بند کر لیا پر وہ گرا کر اندر چلا گیا تو اس پر پورا مہر واجب ہو گا، اور عدت بھی واجب ہو گی۔

اور اثرم نے احلف سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ : عمر اور علی اور سعید بن مسیب اور زید بن ثابت سب کے ہاں اس پر عدت ہو گئی اور اس سے پورا مہر دیا جائیگا، اور یہ معاملہ جات مشور ہیں اور اس میں ان کے دور میں کسی نے بھی مخالفت نہیں کی تو اس طرح یہ اجماع ہوا" انتہی مختصر۔

دیکھیں : المغنى (7/191).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کستے ہیں :

"امام احمد رحمہ اللہ سے ایک روایت ذکر کی جاتی ہے جو ایک قاعدہ اور اصول ہوئی چاہیے وہ کہتے ہیں :

"کیونکہ اس نے عورت سے وہ کچھ حلال کر لیا جو کسی اور کے لیے حلال نہ تھا، اس لیے ان کا کہنا ہے : اگر مرد نے اس کو شوت کے ساتھ چھوایا اس کا کوئی حصہ جو خاوند کے علاوہ کوئی اور نہیں دیکھتا مثلاً شرمنگاہ تو وہ عورت پورے مہر کی مستحق ہو گی، کیونکہ اس نے وہ کچھ حلال کر لیا جو اس کے علاوہ کسی اور کے لیے حلال نہیں تھا" انتہی

دیکھیں : الشرح الممتع (293/12).

اس بنا پر اگر تو آپ نے یوی سے وہ کچھ فائدہ حاصل کر لیا ہے تو اس کے لیے پورا مہر واجب ہو گا، اور اس کو عدت بھی پوری کرنا ہو گی۔

دوم :

مطلقة عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ اگر بالغ اور عقائد ہو تو اپنے مہر میں سے کچھ حصہ معاف کر دے : کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

[(مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں)۔]

اور اسی طرح جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ بھی اسی طرح معاف کر سکتا ہے، اس میں اختلاف ہے کہ کیا اس سے مراد خاوند ہے یا کہ عورت کا ولی؟

ابو حنیفہ اور احمد اور شافعی کے نئے قول میں اس سے خاوند مراد ہے، چنانچہ اسے حق حاصل ہے کہ وہ نصف مہر معاف کر دے اور اسے مطلقة عورت کے لیے چھوڑ دے۔

اور امام مالک اور امام شافعی کے قدیم قول میں اس سے ولی مراد لیتے ہیں، چنانچہ اسے حق حاصل ہے کہ اپنی ولایت میں عورت کا نصف مہر چھوڑ سکتا ہے۔

ابن قادمہ رحمہ اللہ کستے ہیں :

"اہل علم کا اختلاف ہے کہ نکاح کی گرد کس کے ہاتھ میں ہے امام احمد کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ اس سے مراد خاوند ہے، اور امام مالک اور علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مردی ہے۔ کیونکہ اللہ عز وجل کا فرمان ہے: {اور یہ کہ تم معاف کر دو یہ تقوی کے زیادہ قریب ہے}۔

اور وہ معانی جو تقوی کے زیادہ قریب ہے وہ خاوند اپنا حق معاف کر دے، رہایہ کہ ولی عورت کا مال معاف کر دے یہ تقوی کے زیادہ قریب نہیں، اور اس لیے بھی کہ مہر تو یوی کا مال ہے، اس لیے ولی نہ تو اسے ہبہ کرنے اور نہ ہی معاف کرنے کا مالک ہے جس طرح عورت کا دوسرا مال اور اس کے حقوق معاف نہیں کر سکتا، اور اسی طرح سارے ولی بھی "انتہی مختصر"

ویکھیں: المغنى ابن قدامہ (1/195).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کستے ہیں:

"صحیح یہی ہے کہ اس سے مراد خاوند ہے اور وہی ہے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرد ہے، وہ جب چاہے اسے کھول سکتا ہے، اور معنی یہ ہو گا: مگر یہ کہ بیویاں معاف کر دیں یا خاوند معاف کر دیں، اور اگر خاوند معاف کر دیتا ہے تو سارے بیوی کو مل جائیگا، اور اگر بیوی معاف کر دیتی ہے تو سارے خاوند کو مل جائیگا" انتہی

ویکھیں: الشرح الممتحن (12/292).

اس بنا پر اگر آپ کی مطلاطہ بیوی کے والد نے اگر بیوی کے مہر میں سے اس کا حق اس کی رضامندی سے ساقط کیا تو اس نے اپنا ساقط کر دیا ہے، لہذا اسے کچھ نہیں ملے گا، اور ساقط کرنے کے بعد اسے دوبارہ طلب کرنے کا کوئی حق نہیں۔

لیکن اگر اس کے سقوط کا اگر بیوی کو علم نہ تھا اور نہ اس میں اس کی رضامندی شامل تھی تو پھر اس سے اس کا حق ساقط نہیں ہو گا، چنانچہ آپ کو چاہیے کہ اسے مہر ادا کریں۔

واللہ اعلم.